بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى

وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا

ترجمہ: جوکوئی مخالفت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد اس کے کہ ظاہر ہوگیا ہو، اس پر سیدھا راستہ اور وہ پیروی کرے سوا مومنین کے راستے کے ہم چھوڑ دیں گے اس کو اسی پر جس کو اس نے دوست رکھا ہے اور داخل کریں گے ہم اس کو جہنم میں وہ بری جگہ ہے پھیرنے کی (رہنے کی)

ماہنامہ الرشاد

ہانگل شریف

شمارہ 2

جلد 1

رمضان المبارک 1372ھ

مدیر: سید عیسیٰ قادری

فہرست

الشہاب الثاقب ص16

رمضان المبارک ص22

وہابیہ گندم نما ص24

تاریخ کا ایک ورق ص25

متفرقات ص25

اہل سنت کا ماہوار مذہبی رسالہ

زیرنگرانی

اعلیٰ حضرت شمس العلما مولینا مولوی سید مقبول احمد شاہ قادری کشمیری رضی اللہ عنہ

قیمت: 50

ناشر اول

انجمن اسلامیہ سنی حنفیہ ہانگل (ضلع دھارواڑ، صوبہ ممبی)

ناشر دوم

تنظیم الرشاد کنچگار محلہ ہانگل شریف (ضلع ہاویری، صوبہ کرناٹک) موبائیل: 08867928867

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از اعلیٰ حضرت آقائے نعمت پیر سید مقبول احمد شاہ قادری سہروردی علیہ الرحمہ

الشھاب الثاقب رجوماً الشیاطین

ترجمہ: یہ ہے شعلہ روشن بد مذہب سرکش منکرین پر پتھر برسانے والا

فِیْهِ رِجَالٌ یُحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ط

اس ضمیر کا مرجع مسجد ہے۔ (ترجمہ اس مسجد قبا میں ایسے اللہ کے خاص بندے رہتے ہیں جو پاکی کو دوست رکھتے ہیں۔ اللہ پاک زیادہ پاکی کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔ یہ آیتہً کریمہ مدنیہ ہے۔ کتب اصول وتفاسیر میں ہے۔ جب مزکور بالا آیتہً کریمہ نازل ہوئی ۔حضرت نبی کریم اہل قبا انصاروں کو جمع کیا۔ ااور فرمایا۔ اللہ پاک تمہاری پاکی کی تعریف فرماتے ہیں۔ بتلاؤ تم کس طرح پاکی کرتے ہو۔ اا انصاروں نے عرض کیا، یارسول اللہ، جب ہم پائخانہ اور پیشاب کو جاتے تو ہیں۔ پہلے پتھر کے ٹکڑوں سے پاکی کرتے ہیں۔ پھر پانی کے ساتھ پاکی کرتے ہیں۔ نبی کریم نے فرمایا یہ طریقہ بہت ہی عمدہ اور اچھا ہے۔ اسی پر قائم رہو۔ سبحان اللہ کیا نصیب ہیں وہ مسلمان مرد اور وہ مسلمان عورت جو یہ دونوں پاکی کرتے ہیں۔ اللہ پاک ان کی تعریف میں فرماتا ہے۔ اللہ پاک ان سے راضی ہے۔ اللہ پاک ان کو دوست رکھتا ہے۔ اور یہ تمام کفار اور مشرکین کے خلاف کرتے ہیں، کیا بدنصیب وہ مسلمان مرد اور وہ مسلمان عورت جو یہ دونوں پاکی نہیں کرتے۔ یا ان دونوں پاکیوں میں سے ایک ہی پاکی کرتے ہیں۔ اللہ پاک ان کی تعریف نہیں فرماتا، نہ ان سے راضی ہے نہ ان کو دوست رکھتا ہے، اور یہ تمام کفار اور مشرک اور ادھر کے ہنود پائخانہ پھرنے کے بعد پانی کے ساتھ ہی پاکی کرتے ہیں۔ احکام شرعی میں عورتیں مردوں کے تابع ہیں۔ تاوقتیکہ کوئی دلیل تخصیص کے قائل نہ ہو جائے۔ چنانچہ صحیحین، ابوداؤد و ترمذی میں ہے۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک حق سے حیا کرتا نہیں۔ کیا عورت کو غسل لازم ہے اگر اس نے احتلام دیکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہاں اور فرمایا۔ اِنَّ النِّسَاءَ شقائق الرجال۔ یعنی عورتیں مردوں کے جوڑ اور ٹکڑے ہیں۔ جو حکم مرد کو ہے وہی حکم عورت کا بھی ہے۔ یعنی اگر عورت نے احتلام دیکھا پھر اپنے کپڑوں پر یا بدن پر تری دیکھی تو اس پر غسل فرض ہے۔ ورنہ غسل فرض نہیں۔ یہی حکم مرد کا بھی ہے مزکور ابالا آیتہً کریمہ میں صیغہ مطّہِر صیغہ مبالغہ ہے۔ یہ چاہتا ہے۔ زیادہ پاکی کو۔ زیادہ پاکی تب ہی متصور ہوسکتی ہے، جبکہ دو طریق سے پاکی ہو۔ اول پتھر یا ڈھیلوں سے ہو۔ پھر پانی سے ورنہ زیادہ پاکی ناممکن ہے۔ مثلاً اگر کسی کا ہاتھ ناپاک نہ ہو تو ناپاکی شرعاً نہ بڑھ جائیگی۔ اس پاکی سے جو تین مرتبہ دھونے سے حاصل ہوگئ۔ اور عقل سلیم بھی یہی چاہتی ہے، کہ انسان اپنے ہاتھوں کو نجاست سے آلودہ نہ کرے، اور بلا استعمال پتھر اور ڈھیلے کے صرف پانی کے ساتھ استنجا کرنے میں پہلے ہاتھ نجاست سے الودہ ہو جاتے ہیں۔ جو شرعاً اور عقلاً ناجائز ہے۔

اللہ عزّوجل نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے حکم دیا۔ اے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑوں کو پاک رکھئیے اور پلیدی سے پرہیز کیجئے۔ "رجز، سے مراد بت ہی نہیں بلکہ بت مراد لینا عقل سے بعید ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے بتوں کی پلیدی سے پاک اور منزّہ رکھا ہے۔ اور ہمیشہ بتوں سے کنارہ کش اور علیٰحدہ تھے۔ جو ذات مقدس ان تمام چیزوں سے منزّہ اور علیٰحدہ ہے اور اسکو پھر علیٰحدہ ہونے کا حکم دینا تحصیل حاصل جو عقلاً محال ہے۔ بخلاف نجاست یہ ہر انسان کے ساتھ بحیثیت اس کے مرتبہ کے نجاست ہے۔ گو بحیثیت دیگر کے اور کچھ ہو مگر جب تک یہ نجاست اپنے محل اور معدن میں ہے۔ اس کو

نجاست کا حکم نہیں دیا جاتا۔ جب اپنے محل سے نکل گئی، تو اس کو نجاست کا حکم دیا جاتا ہے۔ ابن ماجہ شریف کی حدیث مذکور بالا کے خلاف نہیں، وہ یوں کہ جب مذکور آیۃً کریم نازل ہوئی نبی کریم ﷺ نے انصاروں سے فرمایا تم کیوں کر پاکی کرتے ہو۔ اللہ پاک تمہاری پاکی کی تعریف فرماتے ہیں۔ انصاروں نے جواب دیا۔ ہم نماز کے لئے وضو کرتے ہیں۔ جنابت کے لئے غسل کرتے ہیں، اور پانی کے ساتھ استنجا کرتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں پتھر کے ٹکڑوں سے استنجا کرنے کی نفی نہیں۔ بلکہ پاک کرنے کے جزِ اعظم کا ذکر ہے۔ جو ان تینوں پاکیوں کے لئے مفید ہے۔ یہاں پر بھی استنجا پتھر کے ساتھ مقدم جاننا ضروری ہے۔ جیسے انہوں نے عرض کیا، کہ جنابت کے لئے ہم غسل کرتے ہیں۔ حالانکہ غسل کے لئے پہلے وضو کرنا ضروری ہے۔ مگر انہوں نے وضو کا ذکر نہیں کیا۔ یہاں پر بھی وضو مقدم جاننا ضروری ہے، اور عدم ذکر عدم وجود لازم نہیں، اور نبی کریم ﷺ کو اللہ پاک نے مکّہ معظّمہ ہی میں فرمایا تھا۔ کہ پلیدی سے پرہیز کیجئے۔ مذکور بالا قصہ ہجرت کے بعد کا ہے، اور استنجا کرنا پانی سے بلا استعمال مُجر ومدر کے ہاتھ پہلے نجاست سے آلودہ ہو جاتے ہیں۔ نجاست سے بچنا محال ہے۔ یہ نص قرآنی کے خلاف ہے۔ علاوہ اس کے یہ تینوں پاکی مخصوص بہ اسلام ہیں۔ پانچ وقت کی نمازوں کے لئے وضو کرنا۔ جنابت کے لئے غسل کرنا، کسی ملّت و مذہب میں نہیں، سوائے اسلام کے پتھر اور ڈھیلے سے پاکی کرنا پھر پانی سے پاکی کرنا، یہ بھی مخصوص بہ اسلام ہے اسی واسطے اللہ پاک نے انصاروں کی تعریف فرمائی ورنہ پائخانہ پھرنے کے بعد اسلام سے پہلے بھی کفار پانی سے پاکی کرتے تھے، اور اب بھی کفّار صرف پانی سے پاکی کرتے ہیں۔ یہ طریقہ قابل تعریف نہیں، بلکہ مذکور بالا طریقہ قابل تعریف ہے۔ متفق علیہ کی حدیث ان دونوں پاکیوں پر دال ہے۔ یعنی امام بخاری اور امام مسلم ان دونوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ بیت الخلا جانے کے لئے ارادہ فرماتے تھے، میں اور ایک غلام پانی کا لوٹا اور ایک برچھی ساتھ لیجاتے تھے۔ پھر نبی کریم ﷺ پانی کے ساتھ استنجا فرماتے تھے۔ برچھی اس لئے لیجاتے تھے۔ تاکہ اس سے کوئی پتھر کا ٹکڑا یا ڈھیلا زمین سے نکالیں۔ پھر نبی کریم ﷺ پہلے اس سے استنجا فرماتے تھے، پھر پانی سے، ورنہ برچھی قضائے حاجت کے لئے لیجانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے قضائے حاجت کا ارادہ فرمایا۔ مجھ کو امر کیا، کہ تین پتھر کے ٹکڑے لاؤ مجھ کو دو ٹکڑے ملے تیسرا ڈھونڈا تو نہ ملا۔ پھر میں نے ایک سوکھا لید کا ٹکڑا پایا۔ پھر نبی کریم ﷺ کے پاس لے آیا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ پتھر کے دو ٹکڑوں کو لے لیا۔ اس لید کے ٹکڑے کو پھینک دیا اور فرمایا "ھٰذا رِجس،، یہ نجس ہے اور امام بیہقی نے اس حدیث کو روایت کیا۔ کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے بیشک میں تمہارے لئے باپ کی طرح ہوں۔ جیسا مہربان باپ اپنی اولاد کو ہر ایک اچھی بات سکھاتا ہے۔ خواہ دینی ہو یا دنیوی اسی طرح نبی کریم ﷺ فداہ روحی وروحِ ابی وامی نے ہر ایک بات کی تعلیم اپنی امّت کے لئے فرمائی۔ ارشاد ہوتا، جب تم میں سے پائخانہ پیشاب کو جائے، تو پھر قبلہ کی طرف منہ نہ کرے نہ پیٹھ اور استنجا کرے تین پتھر کے ٹکڑوں سے۔ استنجا لغت میں ''ازالۃ نجس،، کہتے ہیں یعنے شکم سے جو نجاست ان دو راستوں سے خارج ہوئی ہو اس نجاست کو دور کرنے کا نام استنجا ہے، حضرت نبی کریم ﷺ نے ان دو نجاستوں کو پتھر کے ٹکڑوں سے دور کرنے کا حکم دیا ہے، پیشاب کو نہیں۔ اس کو لازم ہے اس مدعا پر کوئی حدیث پیش کرے۔ اور یہ بھی بتلائے کہ نبی کریم ﷺ یا صحابہ اس جگہ سے کیونکر اُٹھتے تھے۔ اگر بلا استعمال پتھر اور ڈھیلے کے اٹھتے تھے، تو کپڑے پیشاب سے آلودہ ہو جاتے ہونگے۔ یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے اگر یہ استعمال پتھر وڈھیلے کے اٹھتے تھے تو مدعا ثابت ہوا۔ بہرصورت مسائل کو تسلیم کرنا پڑے گا نبی کریم ﷺ نے دونوں نجاستوں کو پتھر کے ٹکڑوں سے دور کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسی حدیث کو امام ابوداؤد۔ امام ترمذی۔ امام نسائی۔ امام ابن ماجہ۔ امام ابن حبان نے روایت کیا ہے، ان سبھی نے اس پر اتفاق کیا۔

حضرت نبی کریم ﷺ" کَانَ یَامُرُ وا بِ ثَلاثِ اَحجَار یعنے نبی کریم ﷺ ہمیشہ تین پتھروں کے ٹکڑوں سے استنجا کرنے کے لئے، امر فرماتے تھے بعض کے نزدیک جب کانَ داخل ہو

فعل مضارع پر دوام استمرار کا فائدہ کرتا ہے۔اسی حدیث سے سنی شافعی کے نزدیک طاق ڈھیلے اور پتھروں سے استنجا کرنا سنّت ہے۔سنّی حنفیوں کے نزدیک مخرج سے نجاست کو اچھی طرح پاک کرنا۔طاق کوئی شرط نہیں مگر طاق کا لحاظ کرنا بہتر ہے۔عرب میں پتھروں کی کثرت ہے ۔اس لئے پتھروں کے ساتھ پاکی کرنے کا حکم ہوا۔ڈھیلا پاک کرنے میں زیادہ مفید ہے۔بہ نسبت پتھروں کے لھذا ڈھیلے کے ساتھ پاکی کرنا زیادہ بہتر ہے۔مذکورہ بالا"حدیث" میں صرف پتھر کے ساتھ پاکی کرنے کا ذکر ہے۔ظاہر ہے کہ پتھر نجاست کو مخرج اسے چھی طرح زائل نہیں کرتا۔کچھ ضرور باقی رہتی ہے۔اللہ پاک نبی کریم ﷺ کو پہلے حکم دے چکے تھے، کہ پلیدی سے پرہیز کیجئے۔ نبی کریم ﷺ یا صحابہ قلیل نجاست ہمراہ لیکر ہرگز نہیں رہ سکتے تھے۔کیونکہ یہ نص قرآنی کے خلاف ہے ضرور نبی کریم ﷺ اور صحابہ بعد استعمال پتھر کے پانی کے ساتھ پاکی کرتے تھے۔گو امام بیہقی کے اس روایت میں مذکور نہیں۔آور اللہ پاک زیادہ پاکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ یا صحابہ اس کے خلاف نہیں کرتے تھے۔ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ پیشاب سے فارغ ہوتے ہی پانی سے پاکی کی یہ ایک دال کا واقعہ ہے۔یہ تخصیص کا احتمال رکھتا ہے،اور مخصوص بہ رسول ﷺ ہے۔یہ کسی عذر پر مبنی ہے۔یہ سبب تخصیص کے حجت کے قابل نہیں۔اگر اس کو تاویل نہ کیا جائے،تو نص قرآنی اور نبی کریم ﷺ کے قول اور فعل کے خلاف ہے۔اور یہ حدیث۔حدیث استبراء کے خلاف بھی ہے۔جو آگے آتا ہے۔یا ضرور اس میں کوئی طعن باطنی موجود ہے۔ لہٰذا یہ حدیث دلیل نہیں بن سکتی، پیشاب یا پائخانے کے وقت قبلہ کی طرف پیٹ یا پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہمیشہ اسی طرح بیٹھنے والا سخت مجرم گناہ گار و فاسق ہے۔اس کی شہادت مقبول نہیں۔گھروں میں جو عورتیں بچوں کو قبلہ کی طرف منہ کر کیے بٹھاتے ہیں۔ان بچوں کے ماں باپ گنہگار ہو جاتے ہیں۔لڑکے غیر مکلف معصوم ہیں۔ہاں لڑکیوں کو سونا ،چاندی ریشم وغیرہ یہ سب جائز ہیں۔اگر کوئی مرد سونے کی انگھوٹی ہاتھ میں ڈال کر یا سونے کی گھڑیال ہاتھ میں باندھ کر یا ریشم کے کپڑے پہن کر نماز پڑھیگا۔سخت مجرم گنہ گار فاسق ہوگا۔اس پہ یہ نماز مکروہ تحریمہ ہے۔جس کا وہ دوبارہ پڑھنا واجب ہے اگر کسی نے شیروانی یا کوٹ میں سونے کی گھڑیال لٹکائی یہ جائز ہے،بشرطیکہ سنکل اس کی سونے اور چاندی کی نہ ہو/۔کیونکہ مقصود بالذات شیروانی پہننا ہے۔یہ اس کے تابع ہے۔اصل کو اعتبار ہے۔تابع کو نہیں،بخلاف ہاتھ کی انگوٹھی وغیرہ، اس کا استعمال بالذات ہے۔لہٰذا ناجائز ہے۔عورتوں کو ان سب چیزوں میں نماز جائز ہے۔ان کو یہ سب جائز ہے اگر کسی کپڑے میں تانا ریشم بانا غیر ریشم اس کپڑے کا استعمال مردوں کو جائز ہے،اگر انگوٹھی کا حلقہ چاندی ہو،نگینہ سونا ہو یا سونے کی گھڑیال کسی جائز چیز میں رکھ کر ہاتھ کو باندھ لیں تو یہ دونوں جائز ہیں۔

بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ تشریف لے جا رہے تھے،دو قبروں کو دیکھا اور فرمایا کہ ان دونوں قبروں کی میت، بہت عذاب میں مبتلا ہے اور فرمایا ان دونوں نے کوئی بڑا کام نہیں کیا۔یعنی لوگ ان کاموں کو معمولی کام سمجھتے ہیں۔حقیقت میں یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ایک چغلخور تھا،دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے ایک کھجور کی شاخ توڑی۔اس شاخ کے دو حصے کر کے ان دونوں قبروں پر گاڑ دی اور فرمایا کہ جب تک یہ شاخ تازہ رہے گی ان میتوں کو تخفیف عذاب ہوگا۔اسی حدیث پر علماء کے یہ مسائل مبنی ہیں،قبر کے پاس سبز تازہ درخت لگانا اور قبر کوئی سبز تازہ چیز رکھنا خصوصاً پھول وغیرہ خشبودار چیزیں رکھنا۔(اور ان کی تسبیح تحلیل سے میت کا دل بہلتا رہتا ہے،اسی واسطے منع آیا کہ قبروں پر سے ہرا گھاس نہ کاٹیں) مستحسن اور بہتر ہے جب تک یہ چیز تازہ رہینگے ،صاحب قبر کے واسطے اللہ پاک سے طلب مغفرت کرتے رہینگے اور خوشبو کو فرشتے اور روحیں پسند کرتے ہیں۔اسی لئے کفن کو معطر بناتے ہیں،اور مسجدوں کو معطر رکھتے ہیں۔بدبودار چیزوں سے روح اور فرشتے نفرت کرتے ہیں لہٰذا قبرستان میں پائخانہ پیشاب کرنا حرام ہے۔فرمایا نبی کریم ﷺ نے جو چیز زندہ کو تکلیف دیتی ہے وہی چیز مردہ کو تکلیف دیتی ہے،اور فرمایا نبی کریم ﷺ نے قبر پر بیٹھنے سے آگ پر بیٹھنا اچھا ہے۔کیونکہ صاحب قبر کو تکلیف ہوتی ہے۔

مسلمانوں کو لازم ہے کہ قبرستانوں کی حفاظت کریں،

حیوانوں اور جانوروں کو اندر آنے سے روک دیں۔ کیونکہ یہ حیوان قبروں پر گزرنے سے مردوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ مردے ہماری باتوں کو سنتے ہیں خوشبھی ہوتے ہیں غمگین بھی ہوتے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے، کہ حضرتِ عائشہ صدیقہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رات ہمارے حجرۂ خاص میں رونق افروز تھے۔ آخر رات میں مَیں نے آپ کو وہاں نہیں پایا۔ پھر مَیں بقیع کی طرف گئی، وہاں نبی کریم ﷺ میتوں کو مخاطب کر کے یوں ارشاد فرماتے تھے۔

اے ہمیشہ کے گھروں کے رہنے والوں مسلمانوں۔

پیشاب انسان کا ہو یا حیوان کا چھوٹے کا ہو یا بڑے کا نجاستِ غلیظہ ہو یا نجاستِ خفیفہ سب سے پرہیز کرنا ضروری اور واجب ہے۔ خصوصاً مرد اپنے قضیب سے اچھی طرح پیشاب کے قطرے خارج کرے۔

پھر کہتا ہوں؛

یہ حدیث استبراء کے حدیث کے خلاف ہے۔ استبراء کرنا واجب ہوا۔ ترکِ واجب حرام ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ترکِ استبراء جائز مباح ہے۔ جب مباح اور حرام میں تعرض ہوجائے تو حرام کو ترجیح ہے۔ اور استبرا کی حدیث قولی ہے۔ اور یہ حدیث فعلی ہے، قول کو ترجیح ہے فعل پر، کیونکہ یہ ایک وقت کا واقعہ ہے یہ کسی عذر پر موقوف ہیں۔ بلا عذر اسکو دلیل بنانا ناجائز ہے۔ ترک استبراء کے لئے وعید شدید وارد ہے۔ لہٰذا ترک استبراء کی حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں۔ اور میں وہابیوں کو مشورہ دیتا ہوں، اس حدیث پر عمل کریں جو مذکور بالا حدیث سے آسان ہے۔ وہ یہ ہے، ابن ماجہ شریف میں ہے اَتٰی بساطتَ قومٍ فبالَ قائماً

ان کے ہاتھ پہلے نجاست سے آلود ہوجاتے ہیں۔ ان کے لئے سخت عذابِ قبر ہوگا۔ یہ لوگ پیشاب کے بعد بلا استبراء پانی کے ساتھ استنجا کرتے ہیں۔ وضو کے درمیان یا وضو کے بعد اصلی قضب پر دباؤ پڑنے کی وجہ سے پیشاب کے قطرے خارج ہوجاتے ہیں۔ ان کی اِزار ناپاک اور وضو فاسد ہوجاتا ہے۔ اب یہ بلا وضو نماز پڑھتے ہیں۔ علماء کے نزدیک بلا وضو نماز پڑھنے والا کافر ہے۔ سب علماء کے نزدیک اشد مجرم گنہگار فاسق ہے۔ جس نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ہو یا پڑھ رہا ہو اس کو ان تمام نمازوں کو دوبارہ پڑھنا فرض ہے۔ کیوں نکہ امام کی نماز فاسد ہونے کے سبب سے مقتدی کی نماز بھی فاسد ہوجاتی ہے۔ مگر ادھر کے وہابی بےقصور ہیں۔ یہ سبب بےعلمی کے قصور اس کا ہے جس نے ان کو گمراہ کیا۔ بعض لوگوں نے چند تقریریں شکم پروری کے لئے یاد کر رکھی ہیں۔ لوگوں کو تقریریں سناتے رہتے ہیں۔ اور تقریر کے درمیان مسائل شرعی بھی بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ اس بےعلم مقرر کو مسائل شرعی بیان کرنا جائز نہیں۔ تاوقتیکہ ان مسائل کو تحقیق کے ساتھ پڑھا نہ ہو۔ یا کسی مستند عالم سے یاد کیا نہ ہو۔

مشہور قصہ ہے کہ کوفہ میں ایک آدمی لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتا تھا۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو معلوم ہوا آپ نے اس کو پوچھا کہ تم حلال وحرام سے اور ناسخ ومنسوخ سے واقف ہو۔ عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کو امر بالمعروف نہی عن المنکر نہ کیا کرو۔ مبادا کہیں حلال کو حرام اور حرام کو حلال ناسخ کو منسوخ، منسوخ کو ناسخ ناجائز کو جائز اور جائز کو ناجائز کہہ بیٹھو گے۔ لوگ تمہاری باتوں پر عمل کریں گے۔ تو گمراہ ہوجائیں گے۔ تم پہلے ان تمام باتوں کو سیکھو۔ پھر لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو۔ حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ آخری زمانے میں علم دین اٹھ جائے گا۔ جاہل عالم دین بن بیٹھیں گے۔ فَقَدْ ضَلُّو یعنی یہ جاہل علم دین سے بےخبر مسائل شرعی بیان کرنے والے مقرر اور سننے والے دونوں گمراہ ہوجائیں گے۔ کیونکہ یہ جاہل بیان کرنے والا جو کچھ کہے گا اپنے طرف سے ہوگا۔ یہ سب قرآن وحدیث کے خلاف ہوگا۔ سننے والے کم علم اس پر عمل کریں گے تو دونوں گمراہ ہوجائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ وہابیہ نے بےعلم مقررین کی تقریر پر عمل کیا۔ اور اپنے ایمان وعمل دونوں ضائع کیا۔ اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ علم دین سے بےخبر لوگوں کی تقریر سننا حرام ہے۔ کیونکہ یہ علم دین سے بےخبر بیان کرنے والا اپنی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکالیگا جو کفر ہوگا۔ مگر یہ جانتا نہیں کہ کفر ہے یہ سبب بےعلمی کے سامعین خاموشی کے ساتھ سنتے ہیں۔ دونوں اس گناہ کبیرہ میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ لہٰذا علم دین سے بےخبر لوگوں کی تقریریں سننے سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ آج کل ایسے مقررین جو علم

دین سے نابلد ہیں لوگوں کوتقریریں سناتے رہتے ہیں ۔ایسے لوگ کم ہے ۔اس فرقے میں سے اگر کوئی شدھ بدھ سے واقف ہو۔اسس کووضو کرتے دیکھووہ اپنے وضو سے فارغ ہوجائے تواپنی اِزار پر پانی چھڑکے گا۔تو اس وقت جان لوکہ اسکا 1 پیشاب کا قطرہ نکل گیا۔اسکا وضو فاسد ہوا ایسے وضوہی نماز پڑھے گا۔حدیث شریف میں آیا۔وہمی بیمار کو دفع وہم کے لئے وضو سے فارغ ہوکر اپنی اِزار پر پانی چھڑک دے تاکہ اس تری کو پانی تری سمجھ کر نماز میں اتمینان ہو۔ورنہ پیشاب نکلنے سے وضوجاتا رہے گا۔اب پانی چھڑکنے سے ہرگز فائدہ نہ ہوگا۔جیسے سونے کے ساتھ وضوٹوٹ جاتا ہے۔

فرمایا نبی کریم ﷺ نے وضوکرنا واجب نہیں ہوتا مگراس شخص کوجوکروٹ سوجائے کروٹ پرسونے سے مفاصل ڈھیلے ہوجاتے ہیں ۔فرمایا نبی کریم ﷺ نے **انالوضو لایحب الاعلی من نامہ مضطجعً افانہ اذا اضطجع۔**

استراحت مفاصلہ نیند کے ساتھ وضوٹوٹنا بھی تسمیہ سبب بہ
اسم سبب اصلی وضوٹوٹتا ہے۔ہوانکلنے سے یہ نینداسکی قائم مقام ہے
حضرت نبی کریم ﷺ اس سے مستثنی ہیں سونے سے وضونہ ٹوٹنا
مخصوصہ نبی ﷺ ہے۔کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا
میرے دونوں آنکھیں سوتے ہیں اور میرا دل نہیں سوتا

نبیکریم ﷺ اکثر راتوں میں عبادت میں مصروف رہتے تھے طول قیام کے سبب پائے مبارک پرورم آجاتا تھا۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ عرض کرتی ہیں یارسول اللہ آپ کے اگلے پچھلے لغزشوں کواللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا۔آپ اس قدر تکلیف کیوں برداشت کرتے ہیں۔

آپ جواب دیتے ہیں۔اے عائشہ میں اس مولی تعالی کا شاکر بندہ بنناچاہتا ہوں،جس نے مجھکوفضل کبیر عطافرمایا پھر صبح کی ازان ہوجاتی تھی۔نبی کریم ﷺ سنت کے دورکعت پڑھنے کے بعد آرام فرماتے تھے۔جب اقامت ہوجاتی تھی نبی کریم ﷺ نماز پڑھاتے تھے۔

مسئلہ؛ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تک نہ مجھ کودیکھوآ تے ہوئےتمہیں اٹھنانہیں۔امام کواور مقتدیوں کولازم ہے سب بیٹھے رہیں موذن کے حی علی الصلوۃ ختم کرتے ہی حی علی الفلاح کے ابتداء پہ امام اور مقتدی سب اٹھیں اس سے پہلے سے کھڑے ہوکرا قامت سنا سب کومکروہ ہے(عالمگیری) ازیادہ لکھنے کی گنجائش نہیں۔اس کی تفصیل دیکھنا منظور ہوتوکتب فتاؤں کودیکھ لو۔مگری مسلوب العقل ہونے سے اس کونہی سمجھتے اگر کسی کو ہمیشہ پیشاب جاری ہونے کی بیماری ہووہ اسی حال میں نماز پڑھے گا۔کپڑے پاک کرنے کی ضرورت نہیں۔کیونکہ دھونے کے بعد پھر ناپاک ہوجاتے ہیں۔جب یہ عذر ہوجاتا ہے۔تب سے کپڑے وغیرہ پاک کریں۔ہر وقت کی نماز کے لئے نیا وضوکرلے۔اگر کہیں پتھر یا ڈھیلا استنجا کے لئے نہ ملا یا پانی نہ ملا یا دونو نہ ملے یہ تو مجبوری ہے۔اس وقت تیمم کرکے نماز ادا کرلے۔خواہ بے غسل ہو یا بیوضو۔

حضور نبی کریم ﷺ کوسونے سے وضونہیں جاتا تھا۔نبی نبی کریم ﷺ کے ساتھ بہت سے چیزیں مخصوص ہیں۔کسی اُمتی کووہ کرنا ہرگز جائزنہیں ان مخصوص چیزوں میں سے یہ بھی ہے۔آپ کوسونے سے وضونہیں ٹوٹتا تھا۔آپ کا دل جاگتا تھا۔آنکھیں سوتے تھے۔مگر اُمت کو یہ حکم دیا جوکوئی کروٹ سوجائے وہ وضوکرے۔ناظرین!تبرائی وہابیوں کے طرزعمل پرغور کریں۔نبی کریم ﷺ کا طریقہ یہ تھا ساری رات عبادت میں گزارنا،پیروں پرورم آنا۔اس سنت کوتبرائی سنت نہیں جانتے۔صرف صبح کے سنت نماز پڑھنے کے بعد سوجانا سنت جانتے ہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔کروٹ سونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔اس طرح سونے سے وہابیوں کا وضوٹوٹ گیا۔اب یہ تبرائی بے وضوفرض نماز پڑھتے ہیں۔بے وضو نماز پڑھنے والا کافر ہو جاتا ہے۔دیکھو کتب فتاویٰ کوکیونکہ انہوں نے فرض وضو کی توہین کی اس فرض وضوکوحقیر سمجھا۔یہ تبرائی بہ سبب استہزا اور استہانت اس فرض وضو کے یہ لوگ کافر ہوئے ہیں انکی تمام عبادت اکارت اور ضائع ہوجاتی ہے۔مگر یہ اپنے بے علمی اور جہالت کے سبب سے اسکو سمجھتے نہیں ضرورت کے وقت ناجائز بقدر ضرورت جائز ہوجاتا ہے پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کے وقت قلیل نجاست سے ہاتھ آلودہ ہوجائے۔تو یہ معاف ہے۔کیونکہ اسنے طاقت کے مطابق کوشش کی پھر ایسا ہوا۔اور نجاست بچنا محال اور حرج ہے۔حرج دین میں مدفوع ہے۔اللہ

سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ کو یہ منظور نہیں ۔تمکو حرج وتنگی میں ڈالدے ۔لیکن اللہ کو یہ منظور ہے تمکو پاک کرے ۔اور خوب پاک کرنے کا طریقہ بتلائے اور تمہارے اوپر اپنا انعام پورا کرے ۔تاکہ تم شکر گذار ہو۔ نماز کی شرطوں میں کپڑوں اور بدن کا پاک ہونا ۔ضروری ہے ۔استنجاء بدن کی پاکی میں دخل ہے ۔آج کل کے بعضے مسلمان دین کین ہر امر میں سستی کرتے ہیں ۔خصوصاً استنجاء کرنے میں ان کا طریقہ بعینہ یہود کا طریقہ ہے ۔لہٰذا استنجاء کے چند فضائل لکھنا مقصود بالذات تھا۔ مناسب مقام کے کچھ باتوں کا اضافہ ہوا ۔ہدایت یافتوں کو ان سے ضرور فائدہ ہوگا ۔گمراہوں کے لئے دفتروں کے دفتر کافی نہیں ۔کیونکہ ان کے دلوں کو زنگ کھ گئی ۔یہ رسالہ دیکھ کر انکی ضد اور ہٹ کی بیماری بڑھتی چلی جائیگی وہ اپنی اصلاح ہرگز نہ کرائیں گے ۔

ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج و لا کن یرید یطھر کم

نعمۃ علیکم لعلکم تشکرون

ایک سوال کا جواب: کسی سائل نے عرض کیا۔ یہاں پر ایک بزرگ نماز کے بعد فاتحہ پڑھنے کو جائز کہتے اور مصحافہ کرنے کو ناجائز،

جواباً عرض ھے: یہ دونوں فعل مستحسن ہے ۔تبرائی، وہابی، گلابی وہابی، ان دونو کے نزدیک ناجائز ہے آپ کا یہ بزرگ وہابی معلوم نہیں ۔یہ تلگھاٹی وہابی ہے یا پہاڑی وہابی، غالباً یہ جنگلی پہاڑی وہابی ہوگا۔ اس سے سند دریافت کرو کہ کیوں مصافحہ کرنا ناجائز ہوا۔ جواز کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں، علمائے محققین کے نزدیک اصلی شئ میں اباحت جواز ہے ماترید من عشاعرہ دونوں کے نزدیک اصلی شئ میں اباحت اور جواز ہے یعنی جہاں پر قرآن مجید یا حدیث رسول ﷺ میں منع آیا ہے وہ منع ہے، جہاں منع نہیں وہ اباحت اصلی پر ہے ۔عرف عام میں سورہ فاتحہ اور چند سورتوں کو یا چند آیتوں کو بہ نیت ایصال ثواب پڑھنے کو فاتحہ کہتے ہیں ۔فاتحہ اور قرآن دونوں لازم وملزوم ہیں ۔نعوذ باللہ فاتحہ اور قرآن پڑھنے کو ناجائز کہنا اور اس کو بدعت کہنا اس منع کرنے والے مسلمان کے لئے اسلام میں جگہ نہیں ۔حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب وہ مسلمان آپس میں مصافحہ کرتے ہیں جدا ہونے سے پہلے اللہ پاک ان کو گناہوں سے پاک کرتا ہے ۔اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ آپس می مصافحہ کرو تا کہ تمہارے دلوں کے اندر جو کینہ ہو حسد ہو وہ نکل جائے گا ۔ایسی نعمت سے جو ہمارے بدنوں کو گناہوں سے پاک کرے اور ایسی نعمت سے جو ہمارے سینوں کو کینہ اور بغض سے صاف کرے ایسی نعمتوں سے روکنے والا سوائے مذکور بالا شیخ جی اور کوئی نہ ہوگا قرآن شریف کی تلاوت کرنا اور مصافحہ کرنا جب جبکرے تب سنت ہی ادا ہوگا۔ مصافحہ کرنا جیسا مردوں کے لئے سنت ہے ویسا ہی عورتوں کے لئے بھی سنت ہے ۔مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے ۔یہ سنت عورتوں میں کہیں مروج نہیں ۔یہ سنت عورتوں کے حق میں مردہ ہوگئی ۔اب عورتیں اس سنت سے دور اور مزکور بالا عظمت سے محروم ہوگئے ۔اگر کوئی مسلمان اس سنت کو عورتوں میں جاری کرائے اور عورتیں اس پر عمل کریں ۔دونوں کو سو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ یعنی ایک عورت مسلمان جب دوسری عورت مسلمان کیساتھ ملجائے، دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے ہیں ۔

بخاری شریف میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کا ایک باب مستقل موجود ہے ۔ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا بلا عذر جائز نہیں ۔ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا، طریقہ نصاریٰ اور وہابیہ کا ہے ۔ وہابی کہتے ہیں ۔حدیث میں لفظ "ید" آیا ہے ۔ید ایک ہاتھ کو کہتے ہیں تم ان سے دریافت کرو کہ ید سے کونسا ہاتھ مراد ہے ۔دایاں ہاتھ یا بایاں ہاتھ ۔تم جو ایک ہی دائیں ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہو اس کو حدیث سے ثابت کرو۔ یہ فرقہ فہم وفراست سے دور ہے ۔لفظ ید اسم جنس ہے ۔اس کا اطلاق دونو ہاتھوں پر آتا ہے ۔ایک مسلمان مرد جب دوسرے مسلمان مرد کیساتھ مصافحہ کرے مصافحہ کرتے وقت یوں پڑھیں تقبل اللہ منا و منکم یعنے اللہ پاک ہماری اور تمہاری یہ خوشی اور مصافحہ قبول فرمائے اس جملہ کا استعمال اکثر عید کے روز ہوتا ہے یا یوں کہے کہ غفر اللہ لنا و لکم یعنے اللہ پاک ہمارے اور تمہارے گناہوں کو بخشدے ۔ایک مسلمان عورت دوسری مسلمان عورت سے مصافحہ کرے تو مصافحہ کے وقت یوں کہے تقبل اللہ من و منکنَ یا یوں کہے غفر اللہ لنا ولکن معنی وہی مذکور بالا کا ہے ۔

فضائل ومسائل رمضان

ماہ مبارک رمضان شریف آگیا۔لہٰذا مناسب معلوم ہوا اس مہینے کے فضائل کے متعلق چند حدیثیں لکھ دیں ،اور ضروری مسائل بھی بیان کر یں گے۔

ارشاداللہ عزوجل: -

یا ایھاالذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

اے ایمان والوتم پر روزہ فرض کیا گیا۔جیساان پر فرض ہوا تھا۔جوتم سے پہلے ہوئے۔تاکہ تم گناہوں سے بچو۔رمضان شریف کی غرض وغایت یہ ہے۔اللہ پاک کومنظور ہے کہ مسلمانوں کومتقی پرہیزگار بنانا،اوران کوگناہوں سے بچانا۔بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے۔حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔جب رمضان آتا ہے،آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ایک روایت میں آیا ہے،کہ جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں،اورشیاطین زنجیروں میں جکڑ دئے جاتے ہیں۔سندامام احمداورامام ترمذی اورامام ابن ماجہ میں ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے،توشیاطین اورشرکش جن قید کئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں،توان میں سے کوئی،دروازہ کھولانہیں جاتااورجنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ان میں سے کوئی دروازہ بندنہیں کیاجاتا۔اورمنادی پکارتارہتاہے۔

اے خیرطلب کرنے والے متوجہ ہواوراے شرکے چاہنے والے بازرہ اورکچھ لوگ جہنم سے آزادہوتے ہیں۔یہ ہررات میں ہوتا ہے۔مسندامام احمداورنسائی میں ہے۔حضور ﷺ نے فرمایارمضان آیا برکت کامہینہ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پرفرض کئے۔اس میں آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔سرکش شیاطین کوطوق ڈال دئے جاتے ہیں اوراس میں ایک رات ایسی ہے جوہزارمہینے سے بہترہے۔یعنی ہزارماہ کی عبادت سے بہترہے۔اگرکوئی آدمی ہزارمہینے تک عبادت کرے اس رات میں عبادت کرنا،ہزارمہینے سے بہتر ہے جواس مہینے کی بھلائی سے محروم رہاوہ بےشک محروم ہے بیہقی شریف ہے جب رمضان کامہینہ آتا، حضور ﷺ سب قیدیوں کورہافرماتے۔ہرسائل کوعطافرماتے۔سند امام احمدمیں ہے،حضرت نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔رمضان شریف کی آخری شب میں اس امت کی مغفرت ہوجاتی ہے۔عرض کی گئی۔کیاوہ شب قدرہے،فرمایانہیں،لیکن کام کرنے والوں کواس وقت مزدوری پوری دی جاتی ہے کہ جب وہ تمام پوراکام کرلے۔

بیہقی شعاب الیمان میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شعبان کے آخیرمیں وعظ فرمایا۔اےلوگوتمہارے پاس عظمت والے برکت والامہینہ آتاہے۔وہ جس میں ایک رات ہزارمہینے سے بہترہے، اس مہینے کے دن کاروزہ اللہ پاک نے فرض کیا۔اوررات میں تطوعسنت کیا۔اس مہینے میں نیک کام کرناایساہے،جیسےاورکسی مہینے میں فرض ادا کرناہے۔اس مہینے میں جس نے فرض اداکیا،توایساہے جیسےاوردنوں میں ستر فرض اداکیا۔یہ مہینہ صبرکاہے،صبرکاثواب جنت ہےاوریہ مہینہ مواسات اورمحبت کاہےاس مہینے میں مومن کارزق بڑھادیاجاتاہے،جو اس مہینہ میں روزہ دارکوافطارکرائے اس کے گناہوں کے لئے مغفرت ہےاوراس کی گردن،یعنی سارابدن آزادکردیاجائیگایعنی اس کاسارابدن جہنم سے محفوظ رہیگا۔اس افطارکرانے والے کے لئے ویساہی ثواب ہوگا۔جیساروزہ رکھنے والے کوملےگا۔بغیراس کے کہ اس کے اجرمیں سے کچھ کم ہو۔ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم میں کاہرشخص وہ چیز نہیں پاتاجس سے روزہ دارکوافطارکرائیں،حضورپرنور ﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کودیگا۔جوایک گھونٹ دودھ یاایک گھونٹ پانی یاایک خرمہ سے روزہ دارکوافطارکرائے۔جس نے روزہ دار کوپیٹ بھرکرکھاناکھلایا،اس کواللہ تعالیٰ میرے حوض سے پانی پلا

ئے گا۔ کہ کبھی پیا سا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخلہو جائے یہ وہ مہینہ ہے اس کا اول رحمت ہے، یعنی پہلے دس روز میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمان روزہ دار پر رحمت برستی ہے اور اس کا اوسط مغفرت ہے، یعنی بیچ کے دس روز بھی اللہ پاک گنہگار روزہ داروں سے گناہ بخش دیتا ہے، اس کا آخر جہنم سے آزادی ہے، یعنی جو لوگ جہنم کے لائق ہیں آخری عشرہ میں ان کے لئے جہنم سے خلاصی لکھ دیتے ہیں، جو اپنے غلام پر اس مہینے میں تخفیف کرے یعنی اپنے کام کمی کرے اللہ تعالیٰ اسے بخش دیگا اور جہنم سے آزاد فرمادیگا۔ صحیحین اور ترمذی وغیرہ میں ہے۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں ایک دروازے کا نام ریان ہے اس دروازے سے وہی جائیں گے جو روزہ رکھتے ہیں۔ بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جو یمان کی وجہ سے ثواب کے لئے رمضان کا روزہ رکھے گا اس کے اگلے گناہ بخش دئے جائیں گے، اور جو ایمان کی وجہ سے ثواب کے لئے رمضان کی راتوں کو قیام کریگا، یعنی تروایح کی نماز پڑھے گا، اس کے اگلے گناہ بخش دئے جائیں گے اور ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لئے شب قدر کو قیام کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دئے جائیں گے۔ مسند امام احمد اور بیہقی شعبان الایمان میں ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے روزہ اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہیگا، اے رب میں نے کھانے پینے اور خواہشوں سے دن میں اس کو روک دیا، میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہیگا، اے رب! میں نے اسی رات میں اسے سونے روک دیا، میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ ان دونوں کی شفاعتیں قبول ہوجائیں گی۔

صحیحین میں ہے حضور پرنور ﷺ نے فرمایا آدمی کے ہر نیک کام کا بدلہ دس سے لیکر سات سو تک دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔مگر روزہ میرے لئے ہے۔ اور اس کو اجر میں دونگا۔ بندہ نے اپنی خواہش اور کھانے پینے کو میرے لئے ترک کردیا ہے، اور فرمایا روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملنے کے وقت اور روزہ دار کی منہ کی بو اللہ عزوجل کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے، روزہ سپر ہے، یعنی ڈھال، جہنم سے بچنے کے لئے، جب کسی کے روزہ کا دن ہو نہ بیہودہ بکے اور نہ چیخے، پھر اگر اس سے کوئی گالی گلوج کرے یا لڑنے پر آمادہ ہو تو، کہدے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اسی حدیث کے مثل امام مالک اور ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے۔

مسائل۔ روزہ عرف شرع میں مسلمان کا نیت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے جماع سے باز رکھنا، عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔ یہ کتب میں موجود ہے۔ روزہ کے تین درجے ہیں۔ ایک عام لوگوں کا روزہ کی پیٹ اور شرمگاہ کو کھانے پینے اور جماع سے روکنا۔ دوسرا خاص کا روزہ کہ ان کے علاوہ آنکھ زبان ہاتھ پاؤں اور اعضا کو گنا سے باز رکھنا، تسرا خاص الخاص کا کہ جمیع ماسوا اللہ سے اپنے آپ کو بلکل جدا کرنا صرف اسی کی طرف متوجہ رہنا۔ (جوہرہ نیرہ) مسئلہ:- نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، زبان سے کہنا شرط نہیں، مگر زبان سے کہنا مستحب ہے، اگر رات میں نیت کرے تو یوں کہے، نویت ان اصوم غداً للہِ تعالیٰ من فرض رمضان ھٰذا یعنی میں نے نیت کی اللہ عزوجل کے لئے اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھونگا اور دن میں نیت کرے تو یہ کہے نویت ان اصومُ ھٰذا لیوم للہِ تعالیٰ من فرض رمضان یعنی میں نیت کی اللہ تعالیٰ کے لئے آج رمضان کا فرض روزہ رکھونگا۔ یہ نیت ہر روز کرے مگر دن میں نیت کرنے کی شرط یہ ہے کہ صبح صادق سے روزے کی نیت کرے اگر کہا کہ اب روزہ رکھتا ہوں اور صبح صادق کی نیت نہ کی تو اس کا روزہ نہ ہوا۔ مسئلہ: بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا، تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ رمضان میں بلاعذر جو شخص علانیہ قصداً کھائے تو حکم ہے کہ اسے قتل کیا جائے۔ (درالمختار ۔ ردالمختار)۔

بقیہ ص: 26۔ ساٹھ ہزار درہم کی گرانقدر رقم مسلمانوں کے لئے چھوڑ دی جو درحقیقت ایثار نفس کا نمونہ ہے☆ **عدل وانصاف**
☆حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ ہم (صحابہ) کہا کرتے تھے، کہ مدینہ والوں میں سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والے حضرت علی ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے سترہ لڑکیاں اور چودہ لڑکے تھے ان میں سے پانچ سے نسل جاری رہی۔ ان کے نام یہ ہیں حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، محمد بن حنیفہ، عباس، عمر رضی اللہ عنہم ہیں

وہابیہ گندم نماجوفروش ہیں

سلام اللہ علی من اتباع الھدیٰ

آپ کے دو پرچے ملے اسکے متعلق زیادہ کچھ لکھنا نہیں چاہتے ایک دو جملے آپ کو یاد دلانے کے واسطے لکھ دیتے ہیں۔

اہل حدیث کہنا آپ کے دھرم میں بدعت ہے، اور ہال حدیث کہنے والے بدعتی ہیں، اوا کسی حدیث کو صحیح کہنا کسی کو ضعیف کہنا، وغیرہ یہ بھی وہابیہ کے دھرم میں بدعت ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خود اہل حدیث کہلانے کا حکم دیا اور نہ نبی کریم ﷺ نے کسی حدیث کو صحیح کہا نہ کسی کو ضعیف، سب مجتہدین سنت والجماعت کے نزدیک اہل فقہ تھے وہابیوں کو کوئی سنّی مسلمان اہل حدیث کہتے نہیں۔ یہ نام وہابیوں نے اپنے واسطے مقرر کر کے رکھا۔ جیسا چکڑالوی نے اپنے آپ کو اہل قرآن نام رکھا، یہ نام ایسا ہے جیسا راگی کے بھوسے کو زعفران کہنا ایسے کہنے والے پر سب دنیا کے لوگ ماتم کرتے ہیں، تم یہ ثابت کرو کہ اگلے محدثین میں سے فلاں محدث وہابی تھا۔ ہمارے مخاطب وہابی ہے۔ نہ کہ اہل حدیث۔

داؤد راز نے علماء کے مختلف قولوں کو نقل کر کے ان کو مان لیا، اور تسلیم کر لیا۔ یہی تو تقلید ہے۔ تقلید وہابیوں کے دھرم میں شرک کفر ہے۔ داؤد راز نے اپنی زبان سے اقرار کیا ہے کہ میں اپنے عقیدہ کے مطابق کافر مشرک ہوں۔ یہ پرچہ اہل حدیث میرے کافر مشرک ہونے کے لئے یادگار ہے۔ ہم افسوس کرتے ہیں، سرسی کے وہابیوں کے اوپر، کیا سرسی کے وہابیوں میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں؟ وہابیوں نے اس لمبے چوڑے پرچے کے مضمون سے کیا فائدہ اٹھایا، وہابیوں کو یہ لازم تھا اپنی نمازیں صحیح اور درست کریں۔ کیونکہ ایمان کے بعد نماز ہی کا درجہ ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ سے مقتدی ہو کر منفرد ہو کر نماز پڑھنا ثابت ہے مگر سینہ پر ہاتھ باندھنا، آمین پکار کر کہنا۔ رکوع کو جاتے وقت رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا ہرگز ثابت نہیں۔ تمہیں مقتدی ہو کر منفرد ہو کر۔ یہ سب چیزیں پانچ وقت کی نماز میں کرتے ہو، جب اس بارے میں کوئی حدیث ہی نہیں، تو تم کس پر عمل کرتے ہو؟ نہ نبی کریم ﷺ نے اس حالت میں خود کیا ہے نہ حکم دیا ہے ان افعال کے کرنے کا تمہارے نزدیک عقیدہ کے مطابق یہ سب کا حرام اور ناجائز ہے تم ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرو ہم کو غرض ہے تمہاری صلاح کرنا۔ جب اس بارے میں کوئی حدیث ہی نہیں، تم اپنے عقائد فاسدہ سے توبہ کیوں نہیں کرتے؟ اپنی عبادت کیوں ضائع کرتے ہو؟ اپنی زبان سے انہی چیزوں کو حرام کہتے ہو انہی کو پانچ وقت نماز میں کرتے بھی ہو۔ تمہارے لمبی داڑھی والے مولوی تمہیں گمراہ کر رہے ہیں، انکی غرض ہے، تمہیں گمراہ کرنا، اور تمہارے پیسے کھانا۔ دیکھو ایڈیٹر محمدی نے خود اقرار کیا ہے۔ حنفی مذہب کا ماخذ قرآن، حدیث ہے۔ پھر اس کو پوچھو تم نے حنفی مذہب چھوڑ کر مرتد کیو ہوا، مگر وہ تو مر ہی گیا۔ اب رائچوری پیر فرتوت کو پوچھو کہ تو نے بھی ایڈیٹر محمدی کی تقلید کر کے اقرار کیا کہ حنفی مذہب کا ماخذ قرآن حدیث ہی ہے۔ پھر اس کو پوچھو حنفی مزہب چھوڑ کر مرتد کیوں ہوا؟ اس سے معلوم ہوا کہ انکی غرض وغایت یہ ہے کہ بے علم مسلمانوں کو گمراہ کرنا، اور مسلمانوں کے درمیان فساد قائم کرنا۔ تا کہ ان کی روٹی گھی کے اندر ہمیشہ تر رہے۔ ہم کو لازم تھا، تمہاری اصلاح کرنا۔ ہم نے سرسی کے وہابیہ کی اصلاح کرنے کی بہت کوشش کی مگر بے سود اس کا کوئی نتیجہ نکلا نہیں وہ اپنے بدمزہبیت پر اور یہودیت پر ضد سے ڈٹ کے رہے، مسلمان کی یہ شان ہے کہ اس کے سامنے حق بات کہی جائے تو ضرور تسلیم کرلے اور اپنی ضد چھوڑ دے۔ ورنہ خود یہود انحضرت ﷺ کو پہچانتے تھے، جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے تھے مگر ضد اور ہٹ دھرمی سے حضرت ﷺ پر ایمان نہیں لائے اگر تم ان حق باتوں کو مانو اور تسلیم کرو، تو تمہارا شمار کامل مسلمانوں میں ہوگا۔ ورنہ تمہارا حشر یہودیوں کے ساتھ ہوگا ۔

تاریخ کا ایک ورق

حب رسول ﷺ اور اتباع سنت

تہذیب نفس اور اخلاق جمیدہ سے مزین ہونے کے لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے دل میں مبدء خلق عظیم یعنی رسول اکرم ﷺ کی خالص محبت اور اتباع سنت کا صحیح جزبہ پیدا کرے، جو دل رسول اکرم ﷺ کی محبت سے خالی اور جو قدم اسوۂ حسنہ کے جادۂ مستقیم سے منحرف ہے، وہ کبھی سعادت کونین کی نعمت سے متمتع نہیں ہوسکتا، ایک دفعہ حضرت عمر نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا کہ اپنی جان کے سوا حضور ﷺ تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہیں، ارشاد ہوا، عمر! میری محبت اپنی جان سے بھی زیادہ ہونا چاہئے۔ حضرت عمر نے کہا، اب حضور اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ آپ جمال نبوت کے سچے شیدائی تھے ان کو اس راہ میں جان، مال، اولاد، عزیز و اقارب کی قربانی سے بھی دریغ نہ تھا۔ معرکہ بدر میں خود ان کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ نے ازواج مطہرات سے ناراض ہوکر علٰحدگی اختیار کرلی، تو حضرت عمر نے یہ خبر سن کر حاضر خدمت ہونا چاہا۔ جب بار بار اذن طلب کرنے پر بھی اجازت نہ ملی تو پکار کر کہا۔ خدا کی قسم میں حفصہ کی سفارش کے لئے نہیں آیا ہوں، اگر رسول اللہ ﷺ حکم دیں تو اس کی گردن ماردوں۔ حضور ﷺ کے ساتھ حضرت عمر کی محبت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ حضور ﷺ نے وفات پائی تو، ان کو کسی طرح یقین نہیں آتا تھا۔ مسجد نبوی میں حالت وارفتگی میں قسمیں کھا کھا کر اعلان کرتے تھے، کہ جس کی زبان سے نکلے گا کہ میرا محبوب آقا ﷺ دنیا سے اٹھ گیا۔ اس کا سر اڑادونگا۔ آپ کے وصال کے بعد جب کبھی عہد مبارک یاد آجاتا تو رقت طاری ہوجاتی، اور روتے روتے بیتاب ہوجاتے۔ ایک دفعہ سفر شام کے موقع پر حضرت بلال نے مسجد اقصیٰ میں اذان دی تو حضرت رسول اللہ ﷺ کی یاد تازہ ہوگئی، اور اس قدر روئے کہ ہچکی بند ہوگئی۔ ☆☆☆

یہ فطری امر ہے۔ محبوب کا عزیز بھی عزیز ہوتا ہے، اس بنا پر جن لوگوں کو آنحضرت ﷺ اپنی زندگی میں عزیز رکھتے تھے، حضرت عمر نے اپنے ایام خلافت میں ان کا خاص خیال رکھا

متفرقات

☆ ہمدردی

18ھ میں جب عرب میں قحط پڑا اس وقت حضرت عمر فاروق کی بیقراری قابل دید تھی۔ دور دراز ملکوں سے غلّہ منگوا کر تقسیم کیا۔ گوشت، گھی اور دوسرے مرغوب غذائیں ترک کردیں۔ اپنے لڑکے کے ہاتھ میں خربوزہ دیکھکر خفا ہوئے کہ قوم فاقہ مست ہے۔ اور تو تفکہات سے لطف اٹھاتا ہے۔ غرض جب تک قحط رہا۔ حضرت عمر فاروق نے ہر قسم کے عیش ولطف سے اجتناب رکھا۔ ☆☆☆

فقہ کا مسئلہ بھی درحقیقت حضرت عمر فاروق ہی کا ساختہ و پرداختہ ہے۔ ان سے اس قدر فقہی مسائل منقول ہیں، کہ اگر جمع کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ استنباط احکام اور تفریع مسائل کے لئے بھی انہوں نے ایک شاہراہ قائم کردی تھی۔ مختلف فیہ مسائل طے کرنے کے لئے، اجماع صحابہ جس کثرت سے حضرت عمر فاروق عادل کے عہد میں ہوا، پھر نہیں ہوا۔ ☆☆☆

تجارت

حضرت ابوبکر صدیق کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ فرماتے ہیں، میں قریش میں سب سے بڑا اور متمول تھا۔ وبعد اسلام میں بھی یہی مشغلہ جاری رہا، اور مال تجارت لیکر دور دراز ممالک کا سفر اختیار فرمایا۔ چنانچہ انحضرت ﷺ کی وفات سے ایک سال پہلے تجارت کے خیال سے بصرہ تشریف لے گئے تھے۔

☆ ایثار نفس

حضرت عمر سالانہ وظیفہ پانچ ہزار درہم تھا۔ اس حساب سے حضرت عثمان غنی نے اپنے دوازدہ سالہ مدتِ خلافت (بقیہ ص 23 پر